کربلا کے واقعہ میں شمر بن ذی الجوشن کا کردار

ڈاکٹر عباس حیدر زیدی [1]
abbaspsc@yahoo.com

کلیدی کلمات: امام حسینؑ، واقعہ کربلا، شمر بن ذی الجوشن، بنی اُمیہ، یزید بن معاویہ، کوفہ، عمر ابن سعد، ابن زیاد

خلاصہ

واقعہ کربلا کا ایک اہم کردار شمر بن ذی الجوشن ہے جس کے مظالم اور جرائم نے اہل بیت رسولؐ کو بہت دردناک اذیتیں دی ہیں۔ شمر حضرت علیؑ کے زمانے میں ان کا حامی اور شیعہ شمار کیا جاتا تھا۔ صفین کی جنگ میں حضرت علی کے لشکر میں شامل تھا، بعد میں اس نے حضرت علیؑ کو چھوڑ کر معاویہ کا ساتھ دینا شروع کر دیا اور بنو اُمیہ کی حکومت کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا اور اس کا شمار شہر کوفہ کے اہم سرداروں میں ہونے لگا۔ اس نے جناب حجر بن عدیؓ کے خلاف جھوٹی گواہی بھی دی تھی اور دستخط بھی کیے تھے، جس کے نتیجے میں امیر شام نے انہیں ان کے ساتھیوں سمیت شہید کرا دیا۔ مسلم بن عقیل کی کوفہ میں شکست میں شمر نے اہم کردار ادا کیا تھا۔ جب عمر بن سعد نے ابن زیاد کو کربلا سے خط لکھا تاکہ امام حسینؑ سے جنگ کی نوبت نہ آئے تو شمر نے ابن زیاد کو کہا کہ امام حسینؑ کسی صورت بھی تسلیم نہیں ہونگے لہٰذا ان سے جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ شمر نے ہم قبیلہ ہونے کے بہانے حضرت عباسؑ اور اُن کے بھائیوں کے لئے ابن زیاد سے امان نامہ بھی لیا تھا جسے حضرت عباس نے حقارت سے رد کر دیا تھا۔ شمر کو عاشور کی رات ہی امام حسینؑ سے جنگ کرنے کی جلدی تھی۔ عاشور کے دن امام حسینؑ کو شہید کرنے اور آپ کا سر کاٹنے اور پھر خواتین عصمت وطہارت کو اسیر بنانے اور اُن پر ظلم وستم کی انتہا کرنے بھی شمر نے بہت اہم کردار ادا کیا تھا جس کی وجہ سے اس کا شمار واقعہ کربلا کے شقی ترین کرداروں میں ہوتا ہے۔

شمر بن ذی الجوشن کا شمار کربلا کے ان اہم کرداروں میں ہوتا ہے جنہوں نے اپنی جرائم اور مظالم سے حضرت امام حسین علیہ السلام، ان کے اہل حرم اور اعوان وانصار کو دردناک اذیتیں پہنچائیں اور حضرت امام حسین علیہ السلام کو ان کے وفادار ساتھیوں کے ہمراہ کربلا کے میدان میں شہید کیا۔ کربلا کا واقعہ رونما ہونے سے وہ شہر کوفہ کی فوج کا ایک عام سپاہی تھا۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کے زمانے میں ان کا حامی اور شیعہ شمار کیا جاتا تھا۔ صفین کی جنگ میں حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں شامل تھا اور معاویہ سے برسرپیکار تھا۔ جب اس کی حیثیت ایک عام سپاہی کی تھی تو تاریخ میں اس کے حوالے سے فقط ایک ہی واقعہ ملتا ہے کہ اس نے جنگ صفین میں ایک دن اپنا مد مقابل طلب کیا تو معاویہ کی جانب سے "ادھم بن محرز" نامی شخص اس کے مد مقابل آیا جس نے پہلے حملے میں شمر کے سر کو زخمی کر دیا، لیکن شمر واپس لشکر کی جانب گیا اور پانی پینے کے بعد دوبارہ اپنے دشمن کے مقابل آیا شمر نے اس پر نیزے کا وار کیا اور گھوڑے سے گرا دیا پھر اس نے کہا کہ یہ وار اس کا بدلہ ہے جو تو نے مجھ پر کیا تھا اور پھر اپنے لشکر کی جانب واپس آگیا۔ (1)

شمر کا شمار ان لوگوں میں ہوتا ہے جنہوں نے حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ کر معاویہ کی جانب حرکت کی اور بنو اُمیہ کی حکومت کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا اور اس کا شمار شہر کوفہ کے اہم سرداروں میں ہونے لگا۔ شمر کا نام ان لوگوں میں بھی آتا ہے کہ جنہوں نے جناب حجر بن عدیؓ کے خلاف جھوٹی گواہی بھی دی تھی اور دستخط بھی کیے تھے، جس کے نتیجے میں معاویہ نے انہیں ان کے ساتھیوں سمیت شہید کرا دیا۔ اب ہم اس کے ان جرائم کی نشاندہی آتے ہیں، جن کا ارتکاب کرکے اس نے دائمی ذلت پائی اور دنیا وآخرت میں رُسوا ہوا۔

حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام جب حضرت امام حسین علیہ السلام کے حکم سے شہر کوفہ تشریف لائے تو ان کے انقلاب کو ناکام بنانے میں شمر نے اہم کردار ادا کیا۔ وہ یزید کی جانب سے نامزد کردہ کوفہ کے گورنر عبید اللہ ابن زیاد کے خاص مشیروں میں سے تھا۔ جب حضرت مسلم بن عقیل علیہ السلام نے کوفہ میں قیام کیا تو ابن زیاد نے جن لوگوں کو کہا تھا کہ وہ لوگوں کو جھوٹے پروپیگنڈے کے ذریعے جناب مسلم علیہ السلام سے دور کریں، انہیں

1۔ پی۔ایچ۔ڈی، پاکستان اسٹڈی سینٹر۔ جامعہ کراچی

جنگ سے ڈرائیں اور حاکم کے ظلم و ستم اور قید و بند سے متنبہ کریں، ان میں شمر بن ذی الجوشن عامری شامل تھا۔ جس کے نتیجے میں اہل کوفہ نے حضرت مسلم علیہ السلام کا ساتھ چھوڑ دیا اور بالآخر اس کا نتیجہ حضرت مسلم علیہ السلام کی شہادت کی صورت میں سامنے آیا۔

جب عمر بن سعد نے ابن زیاد کو کربلا سے خط لکھا تاکہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کی نوبت نہ آئے تو شمر ابن زیاد کے دربار میں موجود تھا۔ وہ کھڑا ہو گیا اور اس نے ابن زیاد کو کہا کہ امام حسین علیہ السلام کسی صورت بھی تسلیم نہیں ہونگے لہٰذا ان سے جنگ کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ چنانچہ اس نے کہا:

أتقبل هذا منه وقد نزل بأرضك والى جنبك... والله لقد بلغني أن الحسين وعمر يتحدثان عامة الليل بين العسكرين۔

یعنی: "کیا تم اس شخص سے اس بات کو قبول کرلوگے! جبکہ وہ تمہاری زمین پر آ چکا ہے اور بالکل تمہارے پہلو میں ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ تمہارے شہر و حکومت سے باہر نکل گیا اور تمہارے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیا تو قدرت و اقتدار اور شان و شوکت اس کے ہاتھ میں ہو گی اور تم ناتواں و عاجز ہو جاؤگے۔ میرا تو یہ نظریہ ہے کہ تم یہ وعدہ نہ دو کیونکہ یہ باعث توہین ہے۔ ہاں اگر وہ اور اس کے اصحاب تمہارے حکم کے تابع ہو جائیں تو اب اگر تم چاہو ان کو سزا دو کیونکہ وہ تمہارے ہاتھ میں ہے اور اگر تم معاف کرنا چاہو تو یہ بھی تمہارے دستِ قدرت میں ہے۔ امیر! مجھے خبر ملی ہے کہ حسینؑ اور عمر سعد دونوں اپنے اپنے لشکر کے درمیان بیٹھ کر کافی رات تک گفتگو کیا کرتے ہیں۔" (2)

شمر کی ابن زیاد سے یہ گفتگو ظاہر کرتی ہے کہ اسے کربلا کے حالات کی خبریں مسلسل موصول ہو رہی تھیں، جسے سن کر ابن زیاد نے شمر سے کہا کہ تمہاری رائے اچھی اور تمہارا نظریہ صحیح ہے۔ پھر اس نے عمر بن سعد کو خط لکھا اور اس میں تحریر کیا ہے کہ اگر حسین ابن علی علیہ السلام ہمارے حکم پر تسلیم ہو جائیں تو انہیں میرے پاس بھیج دو اور اگر وہ انکار کریں تو ان پر حملہ کرکے انہیں قتل کردو اور ان کے جسم کو ٹکڑے ٹکڑے اور مثلہ کردو۔ اگر تم نے ہمارے حکم پر عمل کیا تو اس کی تمہیں جزا ملے گی اور اگر تم نے انکار کیا تو فوج کو شمر بن ذی الجوشن کے حوالے کردو کہ ہمیں جو فرمان دینا تھا وہ ہم اسے دے چکے ہیں۔ (3) پھر اس نے خط کو شمر کے حوالے کیا اور کہا کہ:

فان فعل فاسمع له وأطع، وان هو أبى فقاتلهم فأنت أمير الناس وثب عليه فاضرب عنقه وابعث الى برأسه۔

یعنی: "اگر اس (عمر بن سعد) نے ہمارے فرمان پر عمل کیا تو اس کے فرمان پر عمل کرنا لیکن اگر انکار کیا تو تم ان لوگوں سے جنگ کرنا اور ایسے میں تم اس لشکر کے امیر ہوگے اور اس (عمر بن سعد) پر حملہ کرکے اس کی گردن مار دینا اور اس کا سر میرے پاس بھیج دینا۔" (4)

ابن زیاد کا خط لے کر شمر چار ہزار کے لشکر کے ہمراہ نو محرم کو کربلا پہنچا اور خط پڑھ کر اُسے سنایا تو خط سن کر عمر بن سعد نے اس سے کہا:

مالك ويلك لاقرب الله دارك وقبح الله ما قدمت به علی... ان نفسا أبية لبين جنبيه

یعنی: "وائے ہو تجھ پر تو نے یہ کیا کیا! خدا تجھے غارت کرے۔ اللہ تیرا برا کرے! تو میرے پاس کیا لے کر آیا ہے۔ خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تو نے چاپلوسی کے ذریعہ اسے میری تحریر پر عمل کرنے سے باز رکھا ہوگا۔ تو نے کام خراب کردیا۔ ہم تو اس اُمید میں تھے کہ صلح ہو جائے گی۔ خدا کی قسم حسینؑ کبھی بھی خود کو ابن زیاد کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑیں گے کیونکہ یقینا حسینؑ کے دل میں ایک غیور دل ہے۔" (5)

شمر کا دل سیاہ ہو چکا تھا، اس نے فوراً پوچھا: تم اتنا بتاؤ کہ تم امیر کے فرمان کو اجراء کروگے یا ان کے دشمن کو قتل کروگے؟ اگر نہیں تو ہمارے اور اس لشکر کے درمیان سے ہٹ جاؤ۔ عمر بن سعد نے کہا کہ میں خود ہی اس عہدے پر برقرار رہوں گا تو جا اور پیدل فوج کی سربراہی انجام دے۔ اس طرح شمر نے ابن زیاد کو آمادہ کیا کہ وہ ایسے موقع پر مصلحت سے کام نہ لے اور عمر بن سعد کی باتوں میں نہ آئے بلکہ جس طرح بھی ہو سکے حسین ابن علی علیہ السلام سے بیعت طلب کرے اور انکار کی صورت میں ان پر جنگ مسلط کردے۔

حضرت عباس علیہ السلام اور ان کے تینوں بھائیوں کی والدہ کا شمار شمر کے قبیلے میں ہوتا تھا۔ شمر چاہتا تھا کہ حضرت عباس علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کو حضرت امام حسین علیہ السلام سے جدا کردے۔ اس نے ابن زیاد سے امان نامہ بھی لیا تھا، جسے اس نے حضرت عباس علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کے حوالے کرنے کی کوشش کی۔ وہ اصحاب امام حسین علیہ السلام کے پاس آیا اور بولا: ہماری بہن کے بیٹے کہاں ہیں؟ تو امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "أجیبوہ وان کان فاسقا۔ اس کو جواب دو، اگرچہ وہ فاسق ہے۔"(6) تو امیر المؤمنین حضرت علی علیہ السلام کے فرزند حضرت عباسؑ، عبداللہؑ، جعفرؑ اور عثمانؑ اس کے پاس آئے اور فرمایا: کیاکام ہے اور تو کیا چاہتا ہے؟ شمر نے کہا: اے میری بہن کے صاحبزادوں تم سب کے سب امان میں ہو۔ یہ سن کر ان غیرت مند جوانوں نے کہا:

لعنك الله ولعن أمانك، لئن كنت خالنا أتؤمننا وابن رسول الله لا أمان له۔

یعنی: "خدا تجھ پر لعنت کرے اور تیرے امان پر بھی لعنت ہو۔ کیا تو ہمیں امان دے رہا ہے لیکن فرزند رسول خدا کے لئے کوئی امان نہیں ہے؟!"(7)

شمر کو اس بات کی بہت زیادہ جلدی تھی کہ عاشور کی رات ہی امام حسین علیہ السلام سے جنگ ہو جائے چنانچہ جب امام حسین علیہ السلام کو ایک شب کی مہلت دینے کے حوالے سے عمر بن سعد نے شمر سے مشورہ کیا کہ: " یا شمر! ماترى؟ تمہاری کیارائے ہے؟ "تو شمر نے کہا: " ماترى أنت، أنت الأمير والرأي رأيك۔ تمہاری کیارائے ہے؟ امیر تم ہو اور تمہاری بات نافذ ہے۔"(8) اس کے کردار اور گفتگو سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ وہ نہایت شقی القلب واقع ہوا تھا۔ کربلا میں عمر بن سعد کی جانب سے لشکر یزید کی فوج کے میسرہ کا ذمہ دار شمر ہی تھا۔(9)

عاشور کی صبح جب نمودار ہوئی تو شمر گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا۔ اس نے خیموں کے پیچھے کی طرف دیکھا کہ آگ کے شعلے بھڑک رہے تھے کہ جنہیں اصحاب حسینی نے امام حسین علیہ السلام کے حکم سے خیموں کے پیچھے جلایا تھا تاکہ دشمن پیچھے سے حملہ نہ کرسکیں۔ وہ چیخ کر بولا: " یا حسین استعجلت النار في الدنيا قبل يوم القيامة۔ اے حسینؑ! قیامت سے پہلے ہی دنیا میں آگ کے لئے جلدی کردی؟ "امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: "من هذا كأنه شمر بن ذي الجوشن۔ یہ کون ہے؟ گویا یہ شمر بن ذی الجوشن ہے؟ "جواب ملا: "خدا آپ کو سلامت رکھے! ہاں یہ وہی ہے۔" امام حسین علیہ السلام نے یہ سن کر جواب دیا: "یا بن راعية المعزى أنت أولى بها صليا۔ اے بکری چرانے والی عورت کے بیٹے! آگ میں جلنے کا حقدار تو ہے نہ کہ میں۔" حضرت امام حسین علیہ السلام کے جواب کے بعد جناب مسلم بن عوسجہؓ نے آپؑ سے عرض کیا: " یا بن رسول الله جعلت فداك الا أرميه بسهم فانه قد أمكنني وليس يسقط سهم فالفاسق من أعظم الجبارين۔ میری جان آپ پر نثار ہو، کیا اجازت ہے کہ میں ایک تیر چلادوں، اس وقت یہ میری زد پر آگیا ہے میرا تیر خطا نہیں کرے گا اور یہ آدمی بہت فاسق و فاجر ہے۔ "امام حسینؑ نے مسلم بن عوسجہؓ کو جواب دیا: "لا ترمه، فاني أكره أن أبدأهم۔ نہیں ایسا نہ کرنا۔ میں جنگ میں ابتداء کرنا نہیں چاہتا۔"(10) اس طرح ایک ایسے موقع پر کہ جہاں شمر کا کام تمام ہوسکتا تھا، امام حسین علیہ السلام نے مسلم بن عوسجہؓ کو اس پر تیر چلانے سے روک دیا کیونکہ امام حسین علیہ السلام کا اصول یہ تھا کہ وہ جنگ میں پہل کرنا نہیں چاہتے تھے۔

عاشور کے دن جب دشمن کی فوج نزدیک آنے لگی تو امام حسین علیہ السلام نے اپنا ناقہ منگوایا اور اس پر سوار ہو کر لشکر میں آئے اور باآواز بلند تقریر کرنا شروع کی، جسے لوگ سن رہے تھے تو تقریر کے درمیان میں شمر بول پڑا اور کہا: "هو يعبد الله على حرف ان كان يدري ما يقول۔ اگر کوئی یہ درک کرلے کہ تم کیا کہہ رہے ہو تو اس نے خدا کی ایک پہلو میں عبادت کی ہے۔" حضرت امام حسین علیہ السلام نے اس بارے میں سکوت اختیار کیا، جس پر شمر کے یہ جسارت آمیز جملے سن کر جناب حبیب ابن مظاہرؓ گویا ہوئے:

والله اني لأراك تعبد الله على سبعين حرفا، وأنا أشهد أنك صادق ما تدري ما يقول، قد طبع الله على قلبك۔

یعنی: "خدا کی قسم! میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تو خدا کی ستر حرفوں اور تمام جوانب میں عبادت کرتا ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ تو سچ کہہ رہا ہے کہ تو نہیں سمجھ پارہا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں، حقیقت تو یہ ہے کہ خدا نے تیرے قلب پر مہر لگا دی ہے۔" (11)

عاشور کے دن شمر اور جناب زہیر بن قین کے درمیان سخت گفتگو ہوئی تھی، یہ وہ وقت تھا کہ جب زہیر، عمر بن سعد کی فوج سے خطاب کر رہے تھے تو شمر نے انہیں نشانہ بنا کر ان کی طرف تیر پھینکا اور کہا: "اسکت اسکت الله نأمتك أبرمتنا بكثرة كلامك" خاموش ہو جا! خدا تیری آواز کو خاموش کردے۔ اپنی زیادہ گویائی سے تو نے ہمارے دل کو برما دیا ہے۔"اس جسارت پر زہیر بن قین نے شمر سے کہا:

"یا بن البوال علی عقبیه ما أیاك أخاطب، انما أنت بهیمة والله ما أظنك تحکم من کتاب الله آیتین فابشر بالخزی یوم القیامة والعذاب الألیم۔

یعنی: "اے بے حیا اور بد چلن ماں کے بیٹے جو اپنے پیروں کے پیچھے پیشاب کرتی رہتی تھی! میں تجھ سے مخاطب نہیں ہوں، تو تو جانور ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ تو کتاب خدا کی دو آیتوں سے بھی واقف ہوگا۔ قیامت کے دن ذلت و خواری اور دردناک عذاب کی تجھے بشارت ہو۔" (12)

یہ سن کر شمر نے کہا: "ان الله قاتلك وصاحبك عن ساعة۔خدا تجھے اور تیرے سالار کو ابھی موت دیدے۔" زهیر بن قین نے کہا:"فوالله للموت معه أحب الی من الخلد معکم۔ تو مجھے موت سے ڈراتا ہے۔خدا کی قسم ان کے ساتھ موت میرے لیے تم لوگوں کے ساتھ ہمیشہ زندہ رہنے سے بہتر ہے۔" پھر اپنا رُخ لشکر کی طرف کرکے بلند آواز میں کہا:

"عباد الله، لا یغرنکم من دینکم هذا الجلف الجافی وأشباهه فوالله لا تنال شفاعة محمد صلی الله علیه وسلم قوما هرقوا دماء ذریته وأهل بیته، وقتلوا من نصرهم وذب عن حریمهم۔

یعنی: "بندگانِ خدا! یہ اجڈ، اکھڑ، خشک مغز اور اس جیسے افراد تم کو تمہارے دین کے متعلق دھوکے میں نہ رکھیں۔ خدا کی قسم وہ قوم محمد ﷺ کی شفاعت نہیں حاصل کر پائے گی جس نے ان کی ذریت اور اہل بیتؑ کا خون بہایا ہے اور انہیں قتل کیا ہے، جو ان کی مدد و نصرت اور ان کے حریم کی پاسبانی کر رہے تھے۔" (13)

جناب زہیرؓ کا شمر کو ایسے جملوں سے مخاطب کرنا اس کی بد نما شخصیت پر بھرپور روشنی ڈالتا ہے۔

عاشور کے دن جب جنگ اپنے عروج پر تھی تو بائیں محاذ سے شمر بن ذی الجوشن نے امام حسین علیہ السلام کے خیمے پر ایک نیزہ پھینکا اور پکارا: "علی بالنار حتی أحرق هذا البیت علی أهله، فصاحت النساء وخرجن من الفسطاط، میرے پاس آگ لاؤ تاکہ میں اس گھر کو گھر والوں کے ساتھ آگ لگا دوں، یہ سن کر مخدرات آہ و فریاد کرنے لگیں اور خیمہ سے باہر نکلنے لگیں۔" ادھر امام حسین علیہ السلام نے آواز دی: "یا ابن ذی الجوشن أنت تدعو بالنار لتحرق بیتی علی أهلی، حرقك الله بالنار۔ اے ذی الجوشن کے بیٹے! تو آگ منگوا رہا ہے تاکہ میرے گھر کو میرے گھر والوں کے ساتھ جلا دے؟ خدا تجھ کو جہنم کی آگ میں جلائے۔" حمید ابن مسلم ازدی کا بیان ہے کہ میں نے شمر سے کہا:

"سبحان الله هذا لا یصلح لك، أترید أن تجمع علی نفسك خصلتین تعذب بعذاب الله وتقتل الولدان والنساء، والله ان فی قتلك الرجال لما ترضی به أمیرك۔ "سبحان اللہ! اس میں صلاح و خیر نہیں ہے کہ تم اپنے لیے دونوں صفتوں کو یکجا کرلو۔ عذاب خدا کے بھی مستحق ہو اور بچوں اور خواتین کو بھی قتل کردو۔ خدا کی قسم ان کے مردوں کو قتل کرنا ہی تمہارے امیر کو خوش کردے گا۔" اسی اثناء میں شبث بن تبعی تمیمی شمر کے پاس آیا اور بولا: "ما رأیت مقالا أسوأ من مقالك، ولا موقفا أقبح من موقفك أمرعبا للنساء صرت۔ میں نے گفتگو میں تم جیسا بدزبان انسان نہیں دیکھا اور تمہارے موقف سے قبیح ترین کسی کا موقف نہیں پایا۔ان تمام شور و غل کے بعد کیا تو عورتوں کو ڈرانے والا بن

گیا ہے۔" عین اسی موقع پر زہیر بن قینؓ اپنے دس ساتھیوں کے ہمراہ شمر اور اس کے لشکر پر ٹوٹ پڑے اور بڑا سخت حملہ کرکے انہیں خیموں سے دور کر دیا یہاں تک کہ وہ لوگ عقب نشینی پر مجبور ہو گئے۔" (14)

نافع بن ہلالؓ حضرت امام حسین علیہ السلام کے مخلص ساتھیوں میں سے تھے۔ انہوں نے لشکر یزید کے بارہ افراد کو قتل اور کئی کو زخمی کیا، لیکن پھر آپ خود مجروح ہو گئے اور آپ کے دونوں بازو ٹوٹ گئے تو شمر اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اسیر کرکے آپ کو کھینچتا ہوا عمر بن سعد کے پاس لے کر آیا۔ نافعؓ اس حالت میں کہہ رہے تھے کہ میں نے تمہارے بارہ آدمی قتل کیے ہیں اور کئی ایک کو زخمی کیا ہے اگر میرے بازو سلامت رہتے تو تم مجھے قتل نہیں کر سکتے تھے۔ شمر نے انہیں قتل کرنے کے لئے تلوار نکالی تو انہوں نے کہا:

اما واللہ ان لو کنت من المسلمین لعظم علیك ان تلقی اللہ بدمائنا، فالحمد للہ الذی جعل منایانا علی یدی شرار خلقه فقتله۔

خدا کی قسم! اگر تو مسلمان ہوتا تیرے اوپر یہ بڑا سخت ہوتا کہ تو خدا سے اس حال میں ملاقات کرے کہ ہمارا خون تیری گردن پر ہو۔ خدا کا شکر ہے کہ اس نے ہماری شہادت اپنی بدترین مخلوق کے ہاتھوں قرار دی۔" (15)

یہ سن کر شمر نے فوراً آپ کو شہید کر دیا۔اس طرح اس نے ایک اور ظلم و ستم کا ثبوت دیا اور امام حسین علیہ السلام کے باوفا ساتھی جناب نافع بن ہلال کو اپنی تلوار سے شہید کر دیا۔

جب وہب بن عبداللہ بن خباب کلبی نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے اذن جہاد طلب کیا تو وہب کی ماں نے کہا کہ اے فرزند اپنی جان کو امام حسین علیہ السلام پر قربان کر دو۔وہب نے خوب جنگ کی، جب انہوں نے جام شہادت نوش کیا تو ان کی زوجہ دوڑتی ہوئی آئیں اور وہب کی پیشانی سے خاک و خون صاف کرنے لگیں۔اسی اثناء میں شمر کی نظر زن وہاب پر پڑی۔ اس نے اپنے غلام کو حکم دیا، جس پر اس کے غلام نے ایک عمود آہنی اس مومنہ کے سر پر ایسا مارا کہ وہ بھی اپنے شوہر کے ساتھ شہید ہو گئیں۔(16)

عاشور ہی کے دن ایک دفعہ شمر لشکر حسینی کے قریب آیا اور اس نے پوچھا کہ حسینؑ کہاں ہیں؟ حضرت نے پوچھا:" تجھے کیا کام ہے؟ حسینؑ میں ہوں۔" اس نے کہا:"ابشر بالنار۔ بشارت ہو تمہیں آتش کی۔"حضرت نے فرمایا:"ابشر برب رحیم و شفیع مطاع۔ اے ملعون! میں بشارت دیا گیا ہوں خداوند رحیم اور پیغمبر شفاعت کنندہ کی طرف سے۔ تو کون ہے؟"اس نے کہا: میں شمر بن ذی الجوشن ہوں۔ حضرت نے فرمایا:" اللہ أکبر قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ رأیت کان کلبا أبقع یلغ دماء أھل بیتی۔ اللہ اکبر! میں نے اپنے جد بزرگوار پیغمبر خداﷺ سے سنا ہے۔انہوں نے فرمایا: میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک سگ ابلق میرے اہل بیتؑ کا خون پیتا ہے۔" پھر امام حسین علیہ السلام نے فرمایا: رأیت کان کلابا تنھشنی و کان فیھا کلبا أبقع کان أشدھم علی وھو أنت۔ یعنی:"میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا کتے مجھے کاٹتے ہیں اور ان میں ایک ابلق کتا ہے جو سب سے زیادہ مجھ پر حملہ کرتا ہے اور وہ سگ ابلق تُو ہے۔" (17)

عاشور کے دن جب امام حسین علیہ السلام کے تمام اصحاب شہید ہو گئے اور آپ جنگ کے بعد شدید زخمی ہو چکے تھے تو شمر موقع غنیمت جانتے ہوئے اپنے دس آدمیوں کے ہمراہ امام حسین علیہ السلام کے خیموں کی جانب بڑھنے لگا جن میں آپ کے گھر والے تھے۔ امامؑ ان لوگوں کی طرف بڑھے تو ان لوگوں نے آپ اور آپ کے گھر والوں کی درمیان فاصلہ پیدا کر دیا۔ یہ وہ موقع تھا کہ جب امام حسین علیہ السلام نے فرمایا:

ویلکم ان لم یکن لکم دین و کنتم لا تخافون یوم المعاد فکونوا فی أمر دنیاکم أحرارا، ذوی أحساب، امنعوا رحلی وأھلی من طغامکم وجھالکم۔ یعنی: "وائے ہو تم پر! اگر تمہارے پاس دین نہیں ہے اور تمہیں قیامت کا خوف نہیں ہے تو کم اس کم دنیاوی امور میں تو اپنی شرافت اور خاندانی آبرو کا خیال رکھو۔ان اراذل اور اوباشوں کو ہمارے خیموں اور گھر والوں سے دور کرو۔" (18) یہ سن کر شمر بولا: "ذلك لك یابن فاطمة۔اے فرزند فاطمہ یہ تمہارا حق ہے۔" یہ کہہ کر اس نے آپ پر حملہ کر دیا۔

امام حسین علیہ السلام نے ان لوگوں پر زبردست حملہ کیا تو وہ لوگ ذلیل ورسوا ہو کر وہاں سے دور ہٹ گئے۔ جب امام حسین علیہ السلام دشمن پر بڑھ بڑھ کر حملہ کر رہے تھے تو پیدل فوج کے ہمراہ جس میں سنان بن انس نخعی، خولی بن یزید اصبحی، صالح بن وہب یزنی، خشم بن عمرو جعفی اور عبدالرحمٰن جعفی موجود تھے، شمر ملعون امام حسین علیہ السلام کی طرف آگے بڑھا اور لوگوں کو امام حسین علیہ السلام کے قتل پر اُکسانے لگا تو ان لوگوں نے امام حسین علیہ السلام کو پوری طرح گھیرے میں لے لیا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام جب شدید زخمی ہوگئے تو آپؑ کافی دیر زمین پر پڑے رہے ہر کوئی آپؑ کے قتل کے گناہ سے کنارہ کشی کر رہا تھا اور اسے دوسرے پر ڈال رہا تھا۔ ہر گروہ چاہ رہا تھا کہ دوسرا گروہ یہ کام انجام دے، اسی اثناء میں شمر چلایا: ویحکم ماذا تنظرون بالرجل؟ اقتلوہ ثکلتکم أمھاتکم۔ یعنی: "وائے ہو تم پر! اس مرد کے سلسلے میں کیا انتظار کر رہے ہو، اسے قتل کر ڈالو۔ تمہاری مائیں تمہارے غم میں بیٹھیں!"(19) اس جملے کا اثر یہ ہوا کہ چاروں طرف سے دشمن امام حسین علیہ السلام پر حملے کرنے لگے۔

شیخ مفید اپنی کتاب الارشاد میں لکھتے ہیں: "جب امام حسین علیہ السلام کی طرف خولی بن یزید اصبحی بڑھا تاکہ آپؑ کا سر قلم کر دے پس وہ لعین کانپنے لگا تو شمر نے کہا: "فت اللہ فی عضدك، مالك ترعد؟ خدا تیرے دونوں بازو کاٹ کر ٹکڑے کرے تجھے کیا ہو گیا ہے کہ تو کانپ رہا ہے؟" پھر شمر لعین گھوڑے سے اتر کر آپؑ کی طرف گیا اور اس نے آپؑ کو ذبح کیا اور سر کاٹ کر خولی بن یزید کو دیا اور کہا کہ اسے امیر عمر بن سعد کے پاس لے جاؤ۔ (20)

علامہ مجلسیؒ فرماتے ہیں کہ شمر اور سنان بن انس دونوں امام حسین علیہ السلام کے پاس تھے اس وقت تک ایک رمق جان حضرت کے بدن میں باقی تھی۔ شمر نے کہا: " یا ابن أبي تراب ألست تزعم أن أباك علی حوض النبي یسقي من أحبه، فاصبرحتی تأخذ الماء من یده۔ اے فرزند ابوتراب! تم دعویٰ کرتے ہو کہ تمہارے باپ ساقی کوثر ہیں، اپنے دوستوں کو سیراب کریں گے، پس صبر کرو یہاں تک کہ ان کے ہاتھ سے سیراب ہو۔" پھر شمر نے سنان سے کہا کہ "شمر غصہ میں آ کر سینہ صد چاک پر چڑھا، ریش مبارک دست نجس میں لے کر چاہا کہ قتل کرے۔ اس وقت حضرت امام حسین علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا: "أتقتلني ولا تعلم من أنا؟ اے شمر آیا تو مجھے قتل کرتا ہے اور نہیں جانتا کہ میں کون ہوں؟" شقی نے کہا:

> أعرفك حق المعرفة: أمك فاطمة الزهراء، وأبوك علي المرتضی، وجدك محمد المصطفی، وخصمك العلي الأعلی أقتلك ولا أبالي۔
>
> میں خوب پہچانتا ہوں تمہاری ماں فاطمہؑ بنت رسولؐ ہیں، تمہارے باپ علی مرتضیٰ علیہ السلام، تمہارے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور تمہارا دشمن پروردگار علی اعلیٰ ہے اور میں تمہیں قتل کرتا ہوں اور برا نہیں کرتا۔" (21)

یہ کہہ کر اس بے رحم نے شمشیر کی بارہ ضربوں سے سر اقدس تن سے جدا کیا۔ درود و سلام ہو شہید راہ خدا پر اور لعنت خدا ہو ان کے قاتل اور ظالم پر اور ان اشقیاء پر جو حضرت امام حسین علیہ السلام سے لڑنے جمع ہوئے تھے۔

جب امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھیوں کے ساتھ میدان کربلا میں شہید کر دیے گئے تو شمر بن ذی الجوشن پیادہ فوج کے ہمراہ خیموں کی تاراجی میں مشغول ہو گیا۔ جب وہ اپنے لشکر کے ہمراہ خیموں میں داخل ہوا تو تمام اسباب و زیور اہل حرم کو لوٹ لیا۔ بیبیوں کی چادریں سروں سے اُتاریں۔ حضرت ام کلثومؑ کے گوشوارے چھینے، کان زخمی کیے۔ بیبیاں اپنے سروں سے ردا نہ چھوڑتی تھیں لیکن اشقیاء سروں سے کھینچ لیتے تھے۔ (22) جب وہ خیموں کو لوٹتا ہوا امام حسین علیہ السلام کے فرزند امام علی بن حسین زین العابدین علیہ السلام کی طرف پہنچا جو بستر پر بیماری کی حالت میں تھے تو شمر نے کہا: " اقتلوا هذا۔ اسے قتل کر دو۔" جس پر وہاں موجود لوگوں نے کہا: سبحان اللہ! کیا ہم بچوں کو بھی قتل کریں گے؟ یہ بچہ ہی تو ہے! اسی اثناء میں عمر بن سعد وہاں پہنچ گیا اور اس نے کہا کہ اس نوجوان کو کوئی نقصان نہ پہنچائے۔ (23)

گیارہ محرم کو عمر بن سعد کے لشکر نے جب کوفہ کی جانب کوچ کیا، اس نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے سر مبارک کو خولی بن یزید اصبحی اور حمید بن مسلم ازدی کے حوالے کیا کہ وہ ابن زیاد کے پاس لے جائیں۔ اسیرانِ کربلا اور باقی سرہائے شہداء کو کوفہ لے جانے کی ذمہ داری شمر ہی کو دی گئی تھی۔ قیس بن اشعث اور عمرو بن حجاج بھی اس کی ہمراہی کر رہے تھے۔ (24) جب گیارہ محرم کو شہدائے کربلا کے سر مختلف قبائل میں تقسیم کیے گئے تو بیس سر مبارک شمر اور اس کے قبیلہ ھوازن کو دیئے گئے تھے تاکہ وہ ان کا انعام و اکرام ابن زیاد سے وصول کر سکیں۔ (25) شہر کوفہ سے شہر شام تک سرہائے شہداء اور اسیرانِ کربلا کو لے جانے کی ذمہ داری بھی شمر ہی کے سپرد کی گئی تھی۔

جناب مختار ثقفی نے جب کوفہ میں قیام کیا تو جن لوگوں کی انہیں شدت سے تلاش تھی ان میں شمر بھی شامل تھا۔ انہیں کسی نے یہ خبر پہنچائی کہ شمر حضرت امام حسین علیہ السلام کے کچھ اونٹ کوفہ لایا تھا اور ان کو ذبح کرکے ان کا گوشت گھروں میں تقسیم کیا تھا۔ جناب مختار نے پتہ لگا کر ان گھروں کو مسمار کرا دیا اور ان کے مکینوں کو بھی مار دیا۔ (26) جناب مختار کے شہر کوفہ میں قیام کے وقت ان کے خلاف جن اشراف کوفہ نے بغاوت کی تھی، ان میں شمر بھی شامل تھا۔ ان کی ابن مطیع سے جنگ ہوئی۔ ابن مطیع کے لشکر کا سردار بھی شمر تھا۔ وہ مختار ثقفی سے جنگ کرتا رہا۔ مختار ثقفی کے ساتھ جنگ میں شمر نے ان کے غلام زوبی کو قتل کیا۔ بالآخر شمر نے کوفہ سے راہ فرار اختیار کی، لیکن جناب مختار ثقفی نے اپنے ساتھیوں کو اس کا پیچھا کرنے کا حکم دیا چنانچہ ابو عمرہ نے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اس کا پیچھا کیا اور ایک بڑی جنگ کے بعد اسے زخمی حالت میں گرفتار کرکے جناب مختار کے پاس بھیجا۔ جناب مختار نے اس کو قتل کرکے اس کے نجس جسم کو کھولتے ہوئے تیل میں ڈال دیا اور مختار ثقفی کے غلام حارثہ بن مضرب نے اس کے سر اور چہرے کو پیروں سے کچلا۔ (27) پھر جب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کے پاس جناب مختار نے عبیداللہ بن زیاد اور شمر بن ذی الجوشن کے سر مدینہ بھجوائے تو ان سروں کو دیکھ کر امامؑ سجدے میں گر گئے اور فرمایا: الحمد للہ الذی لم یمتنی حتی أرانی فجعل یأکل وینظر الیهما۔ یعنی: "شکر ہے اللہ کا جس نے مجھے دنیا سے اس وقت تک نہ اُٹھایا جب تک ان کے سر نہ دکھا دیئے۔" (28)

اس طرح شمر بن ذی الجوشن نے اپنے کیے ہوئے مظالم کی سزا دنیا میں بھی پائی جبکہ آخرت کی سزا اس سے زیادہ سخت ہوگی۔ شمر کا کردار ان لوگوں کے لئے باعث عبرت ہے کہ جو یہ سوچ کر ظلم کرتے ہیں کہ ان کو اس کے بدلے راحت و چین نصیب ہوگا، لیکن اللہ کی پکڑ زیادہ مضبوط ہے۔ تاریخ میں ایسے لوگ جو معاشرے میں ظلم و ستم روا رکھنا جائز سمجھتے ہیں اور اس زعم میں مبتلا رہتے ہیں کہ ان کا کوئی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا، ان کے لیے شمر جیسے لوگوں کی زندگی باعث عبرت ہے۔

*****

حوالہ جات

1۔ طبری، تاریخ الطبری، مؤسسۃ الأعلمی للمطبوعات - بیروت - لبنان، قوبلت ہذہ الطبعۃ علی النسخۃ المطبوعۃ بمطبعۃ "بریل" بمدینۃ لندن فی سنۃ ۱۸۷۹م۔ ج ۴۔ ص ۱۹ - ۲۰

2۔ ابن الأثیر، الکامل فی التاریخ، ۱۳۸۶ - ۱۹۶۶م، دار صادر - دار بیروت - ج ۴۔ ص ۵۵

3۔ أبو مخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق: حسین الغفاری، مطبعۃ العلمیۃ - قم - ص ۱۰۱ - ۱۰۲

4۔ ایضاً، ص ۱۰۱

5۔ ایضاً، ص ۱۰۴

6۔ ابن طاووس، السید، اللھوف فی قتلی الطفوف، الأولی، ۱۴۱۷، مہر، أنوار الھدی - قم - ایران - ص ۵۴

7۔ مرتضی العسکری، السید، معالم المدرستین، ۱۴۱۰ - ۱۹۹۰م، مؤسسۃ النعمان للطباعۃ والنشر والتوزیع - بیروت - لبنان - ج ۳ - ص ۸۷

8۔ موسوعۃ کلمات الامام الحسین (ع)، لجنۃ الحدیث فی معھد باقر العلوم (ع)، الثالثۃ، ۱۴۱۶ - ۱۹۹۵م، دار المعروف للطباعۃ والنشر - ص ۴۷۵

9۔ دینوری، الأخبار الطوال، تحقیق : عبدالمنعم عامر / مراجعۃ: الدکتور جمالالدین الشیال، الأولی، ۱۹۶۰، داراحیاء الکتب العربی، الطبعۃالأولی ۱۹۶۰۔ القاہرۃ۔ ص ۲۵۶

10۔ أبومخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق : حسین الغفاری، مطبعۃالعلمیۃ۔ قم۔ ص ۱۱۶

11۔ عبداللہ البحرانی، الشیخ، العوالم، الامام الحسین (ع)، مدرسۃالامام المہدی (ع)، الأولی المحققۃ، ۱۴۰۷۔۱۳۶۵ش، أمیر۔ قم۔ ص ۲۵۱

12۔ أبومخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق : حسین الغفاری، مطبعۃالعلمیۃ۔ قم۔ ص ۱۱۹ ۔۱۲۰

13۔ سعید أیوب، معالم الفتن، الأولی، ۱۴۱۶، مجمع احیاء الثقافۃالاسلامیۃ، التوزیع : انتشارات سعید بن جبیر۔ قم۔ ج ۲۔ ص ۲۸۶

14۔ أحمد حسین یعقوب، کربلاء، الثورۃوالمأساۃ، الأولی، ۱۴۱۸ ۔ ۱۹۹۷م، الغدیر للطباعۃوالنشر والتوزیع۔ بیروت۔ لبنان۔ ص ۳۱۸ ۔۳۱۹

15۔ أبومخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق : حسین الغفاری، مطبعۃالعلمیۃ۔ قم۔ ص ۱۵۰

16۔ المجلسی، علامۃ، بحار الأنوار، الثانیۃالمصححۃ، ۱۴۰۳ ۔ ۱۹۸۳م، مؤسسۃالوفاء ۔ بیروت ۔ لبنان۔ ج ۴۵۔ ص ۱۷

17۔ الحلی، ابن نما، مثیر الأحزان، ۱۳۶۹ ۔۱۹۵۰م، المطبعۃالحیدریۃ۔النجف الأشرف۔ ص ۴۸

18۔ أبومخنف الأزدی، مقتل الحسین (ع)، تعلیق : حسین الغفاری، مطبعۃالعلمیۃ۔ قم۔ ص ۱۹۰

19۔ ایضاً، ص ۲۰۰

20۔ المفید، شیخ، الارشاد، مؤسسۃآل البیت علیہم السلام لتحقیق التراث، الثانیۃ، ۱۴۱۴ ۔۱۹۹۳م، دارالمفید للطباعۃوالنشر والتوزیع۔ بیروت۔ لبنان۔ ج ۲۔ ص ۱۱۲

21۔ المجلسی، علامۃ، بحار الأنوار، الثانیۃالمصححۃ، ۱۴۰۳ ۔ ۱۹۸۳م، مؤسسۃالوفاء ۔ بیروت۔ لبنان۔ ج ۴۵۔ ص ۵۶

22۔ عبداللہ البحرانی، شیخ، العوالم، الامام الحسین (ع)، مدرسۃالامام المہدی (ع)، الأولی المحققۃ، ۱۴۰۷ ۔۱۳۶۵ش، أمیر۔ قم۔ ص ۳۰۴ ۔ ۳۰۵

23۔ محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر ۔ بیروت۔ ج ۵۔ ص ۲۱۲

24۔ ابن طاووس، سید، اللھوف فی قتلی الطفوف، الأولی، ۱۴۱۷، مہر، أنوار الہدی، قم ۔ایران۔ ص ۸۴

25۔ المجلسی، علامۃ، بحار الأنوار، الثانیۃالمصححۃ، ۱۴۰۳ ۔ ۱۹۸۳م، مؤسسۃالوفاء ۔ بیروت ۔ لبنان۔ ج ۴۵۔ ص ۶۲

26۔ ایضاً، ج ۴۵۔ ص ۳۳۷

27۔ ایضاً، ج ۴۵۔ ص ۳۳۸

28۔ ایضاً، ج ۴۵۔ ص ۳۴۲۔